اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ سنہ ۱۹۱۰ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... صہ
خواص سے ... ... عا
ہندوستان سے باہر ... ... ے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ... ... ہے

بحرام کہ دست تو ز دریکیست تا محمدؐ زمان منار بلند تر زاد

دوا ہینی شفا ہینی عرض دارالامان ہینی

چہ گویم باتو گر آئی چہ اور قادیاں بینی

قادیان دارالامان مطبع کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو چھپ کر شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کہ عاجز گاڑی میں سوار ہے - جب عاجز سوار ہوا تو معاً گاڑی اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی اور اندر ایک لیمپ جل رہا ہے - اس کی موجودگی میں معاً ہی ایک دوسرا لیمپ موجود ہوگیا - جو پہلے سے بڑا اور زیادہ روشن ہے - جس سے روشنی بہت ہی تیز ہو گئی - اور یہ خواب کی حالت تبدیل ہو کر معاً الہام ہوا - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ الکافرین - اسکے ساتھ تفہیم کوئی نہیں تھی کہ یہ کس کے لئے ہے (ایک دفعہ یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہوا تھا) اب تفہیم نہ ہونیکی وجہ سے لو سبحانہ تعالےٰ کی بارگاہ عالی میں دلی تڑپ سے عرض کی کہ پیارے مولا کریم یہ الہام کس کے حق میں ہے - تو معاً الہام ہوا یہ اپنی موت کی تیاری کرے "

عاجز نے پچھلے سال عرض کیا تھا کہ اس پیارے مولا کریم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا ہے "زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار" یعنے یہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے اوپر وارد کرکے اس زندگی کو پہنچا ہے - سو عاجز اپنے پیارے عنایت فرمایان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے - کہ آپ صاحبان اپنے اپنے لئے بھی عرض کریں کچھ للہ اس عاجز نجاست مجسم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں عرض کریں کہ حضور للہ اپنے فضل اور مجسم ہونیکی حیثیت سے اس عاجز سراپا نجس اعمال کے جہنم مجسم کے واسطے تہ دل سے شفقت مجسم دعا فرمادیں کہ لو سبحانہ تعالیٰ اس عاجز ہیچ در ہیچ کو اس آنیوالی موت سے پہلے ان لاکھ موتوں میں سے جو حضور کو عطا کی گئی ہیں - حضور کی نعلین عالی اقدس کی طفیل ایک موت عطا فرما دے -

عاجز کو موت کا تو ڈر نہیں - ڈر ہے تو اس بات کا کہ عاجز اپنے پیارے مولا کریم کے ارشاد اور اس کے فرستادہ موجودہ امام کے حکم کی تعمیل اعلاء کلمۃ اللہ کی عدم تعمیل کی حالت میں آن آن میں غضب کی بجلی کا عین مستحق ہے اللھم احفظنا من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا آمین - ثم آمین -

(نجاست مجسم ذرہ بمقدار (عابد)

اس عرضداشت کے پیش کرنیکے چند یوم بعد اس پیارے مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق پر انعام عطا فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا سلئے وہ بھی ذیل میں عرض کیا جاتا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم -

(۱) "پاک زینہ"

جسکی تفہیم یہ ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے - یعنی روحانی طور پر خدا تعالےٰ کے طرف جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے اسی سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اس کی رضا کا تقرب حاصل کرسکتے ہیں

(۲) دوسرا ارشاد الٰہی - کہتے ہوئے اگرچہ سخت شرم آتی ہے - پر فرمان آپکی خدمت عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں - وہ یہ ہے :-

"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم - جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر - روحانی غذا کا - تو اس سیڑھی کے راستہ چڑھنے کے لئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہیئے اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے - جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے - اسی طرح تیری دعا لوگونکی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر آہنی اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مضبوط کرتی ہے -

"درود شریف کا پہنا پرونکا کام دیتا ہے"

یعنی لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر اپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فدا ابی و امی و اکا سے و قلبی و روحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاتعداد لا احصٰی دائماً ابداً غیر مجذوذا رحمۃ العالمین خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے - تو وہ درود شریف اس کو اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے پرونکا کام دیگا - یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں گے اسی قدر ان روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑھی پر سے گذر کر اپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہنچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہوں گے -

اس کے بعد پھر فرمایا -

(۴) "پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ - اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"

یعنے یہ کہ تمہاری ہر ایک حرکت و سکون یعنے ساری کی ساری زندگی خدا تعالےٰ کے لئے ہی ہو - اور یہ کہ تم تکبر کی جلی ہوئی تازہ ابندہ اینٹ یا پتھر کے بلند اور عالیشان مکان ہرگز نہ بنو - اور ہرگز نہ بنو - کیونکہ ان سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا - بلکہ تم محض خدا کے لئے دلی خلوص سے اپنی بڑائی اپنی خودی کو بکلی دور کرکے پاؤں میں روندی جانے والی خاک بن جاؤ - تاکہ وہ پیارا مولا کریم محض اپنے ہی فضل سے محض اپنی ہی قدرت نمائی کے لئے اس ذلیل اور ناچیز غبار کے ذرے ذرے کو ایک امتیازی رنگ میں گلزار بنا کر اپنی رضا کی خوشبو سے تمہیں اور تمہارے ذریعہ سے سارے جہان کو معطر فرماوے -

اب یہ عاجز اپنے عنایت فرمایان کی خدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم تعمیل کے لئے عرض کرتا ہے کہ آپ صاحبان جسحالت میں کہ ہوں گرتے اٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اس پیارے مولا کریم کے پیارے ارشاد کے مطابق مل جل کر یا الگ الگ عرض کریں - کہ عاجز اپنی ہوا و ہوس کے جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا -

"للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" - اور عاجز کو اسی کی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں - یا اپنے اپنے حسب منشا جو جی چاہے لکھیں

جہنم کردہ داد فرقاں نمر - ہمیں حرص دنیا است جان پدر

”بہ الفاظ ذیل“
”للہ حضور خود ہی دعا فرماویں“

جو بذریعہ الہام اللہ تعالےٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں حضور خود ہی تحریر فرماویں - حاضر رہنے والے احباب جسقدر رہو سکے بار بار دعا کے لئے عرض کریں اور حاضر رہنے والے احباب کم از کم ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں - ہو سکے تو بہت سے کارڈ چھپوا رکھیں ہر روز ایک خدمت عالی میں ارسال کردیں - اگر ہو سکے تو اپنے لئے آپ دعا نہ مانگیں - بلکہ حضرت امیر المومنین کی دعا کو اپنی دعا یقین کرکے اُسی پر آمین پکارتے رہیں - اور جسقدر رہو سکے درود شریف کمال سے کمال خلوص سے کثرت سے پڑھتے رہیں - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔

اب عاجز اپنی ذات کے لئے اپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ادب سے ایک تکلیف وہ عرض کرتا ہے نہ اسلئے کہ عاجز نے اپنے پیارے بھائیوں کی خیر خواہی کی ہے - دعا جز نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے - اور اپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا ہو ہی نہیں سکتا ہا بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی ہنگوئی نعمت روٹی کھاتا ہے - تو پس ماندہ میں سے للہ رحم کھاکر کُتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے وہ تکلیف یہ ہے :-

کہ جب آپ بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھیں تو اسے لحاظ سے للہ رحم کرکے صدقے کے طور پر نیچے عاجز کے لئے بطور سفارش و یاد دہانی اتنا تحریر فرمادیں :-

”ذرہ بیمقدار عابد کیلئے دعا“ -

عاجز کے لئے یہ آپکا ایک سلطنت بخش دینے سے بدرجہا بڑھ کر احسان ہوگا - جسکا عنداللہ اجر پاوینگے - نیز جب درود شریف پڑھیں - تو دن رات میں ایک دفعہ یا جب یاد آجاوے اس عاجز کے لئے - یعنی عابد .. .. کے طرف سے ہوکر دلی خلوص اور تپاک سے اپنے آقا و مولا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف :- اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ ۔

اللھم بارک علےٰ محمدٍ وعلےٰ اٰل محمدٍ کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید لاتعد لااحصی دائماً ابداً اغیر مجد وذاہ اتنا سارا پورا پڑھ دیا کریں -

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے - اور اپنے پیارے مولا کریم کے فضل پر امید کرتا ہے - کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایان عاجز ،، - .. کی اس تکلیف دہ درخواست کو اپنے پاک دلوں میں جگہ دیکر قبولیت کی عزت سے سرفراز اور ممتاز فرمادیں گے -

اے آن کہ رہ بمشرب مقصود بردہٗ
زیں بحر قطرہٗ بمن خاکسار بخش -

والسلام -

خاکسار احقر العباد ، میر عابد علی

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

لنگر خانہ :- لنگر خانہ کی آمد اخراجات کے لئے کافی نہ ہونے کے باعث یہ فنڈ قریباً ایک سال سے مقروض چلا آتا ہے - گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رپورٹ پیش کرتے وقت اس امر کی طرف جب حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی گئی تو احباب نے سچے مخلصانہ جوش سے اُسی وقت اس قرضہ کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کی چنانچہ اسی جلسہ میں اور قبل اسکے کہ رپورٹ کا باقی ماندہ حصہ سنایا جاتا - آٹھ سو روپیہ چندہ ہوا - جس سے گذشتہ قرضہ قریباً سارے کا سارا اتر گیا - مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو تحریک اس آٹھ سو روپے کے قرضہ کو ہلکا کرنیکا موجب ہوئی وہی لنگر خانہ کے بار کو پھر اسی قدر رقم کیساتھ بڑھانیکا موجب بھی ہوئی - جلسہ سالانہ کے متعلق اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے اخراجات الگ کے الگ پورے ہو جائیں - اور لنگر خانہ پر انکا بوجھ نہ پڑے - چنانچہ گذشتہ سال قریباً اڑہائی ہزار روپے کا خرچ جلسہ سالانہ کے چندہ سے پورا ہو گیا تھا - مگر اس سال باوجودیکہ اخراجات گذشتہ سال سے قریباً سات سو روپے کم ہوئے - یعنی کل خرچ جلسہ سالانہ کا ۱۷۰۵ روپے ہوا - مگر یہ رقم بھی جلسہ سالانہ کے چندہ سے پوری نہ ہو سکی اور آمد بہ نسبت اخراجات کے ۱۲۷ روپے کم رہی - اس لئے یہ بوجھ پھر لنگر خانہ پر پڑا اور لنگر خانہ اس وقت پھر قریباً ایکہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے - اخراجات جلسہ سالانہ کے پورا کرنے کے لئے مجلس معتمدین دو سال گذشتہ سے یہ تحریک کرتی رہی ہے - کہ ایک تو ہر ایک انجمن کچھ رقم بطور چندہ ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے دے اور دوسرے ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو کم از کم ایک روپیہ ان اخراجات کے لئے دے چنانچہ اس سے پہلے جلسہ سالانہ پر ان دونوں ذریعوں سے معتدبہ آمد ہو کر کل اخراجات جلسہ پورے ہو گئے - مگر اس سال گو تحریک پہلے کیطرح ہی کیگئی تھی - مگر اس مد میں صرف وہی رقم آئی جو انجمنوں نے تھوڑی تھوڑی بطور چندہ بھیجی تھی اور دوسرے ذریعہ سے یعنی یہ کہ ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو وہ ایک روپیہ کم از کم ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ادا کرے بہت کم آمد ہوئی - یا یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی آمد نہ ہوئی دو اڑھائی ہزار آدمی کے مجمع میں اگر ایک روپیہ فی کس والی تجویز پر عملدرآمد ہوتا تو اخراجات جلسہ سالانہ کو پورا کرکے کچھ رقم بڑھ بھی رہتی - مگر انجمنوں نے نہ ہی فرداً فرداً احباب نے اس طرف توجہ فرمائی - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھر لنگر خانہ کا فنڈ ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے مجلس معتمدین میں یہ سوال پیش ہو کر مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ میں اس رقم کے لئے احباب کو توجہ دلاؤں -

عمارت :- مذکورہ بالا تحریک کے ساتھ میں مجبور ہوں کہ چندہ تعمیر کیطرف پھر احباب کو توجہ دلاؤں اس وقت جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں بورڈنگ ہوس کی ۲ دو ونگ یعنی نصف عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے اور گرڈر بھی آئے ہوئے موجود پڑے ہیں - خدا نے

جاتا تو ایک مہینہ تک اس حصہ پر چھت پڑ کر رہایش کے گذارہ کے لئے کافی ہو جائیگا۔ اور اسکے بعد ایک ماہ تک اور تیسرا ونگ بھی اس طرح کی تکمیل کی حد کو پہنچ جاویگا یا تین چوتھائی بورڈنگ قریباً تیار ہو کر۔ بیلی یکی ہوئی اینٹ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ چوتھا ونگ برآمدے۔ فرش پلستر۔ ٹیپ الماریاں۔ یہ کام ابھی باقی ہوگا۔ دوسری طرف چاروں طرف سے خوشخبری بھی آرہی ہے۔ کہ بہت سے طلبا نئے آنیوالے ہیں۔ اس خوشخبری کے ساتھ یہ فکر بھی ضروری ہے۔ کہ چوتھا ونگ۔ بلکہ دوسرا حصہ بورڈنگ کا بھی بہت جلد تیار ہو۔ شفاخانہ۔ سپرنٹنڈنٹوں چپراسیوں کے کوارٹروں کے بغیر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اسوقت تک قریباً چھ سات ہزار روپیہ ایسا بھی اس تعمیر میں خرچ ہو چکا ہے جو چندہ تعمیر بورڈنگ سے وصول ہو کر دوسرے کاموں پر خرچ ہونا چاہیئے۔ نئی عمارت کا فکر ابھی سے کر کے بھٹہ کا انتظام ابھی برسات کے اختتام پر شروع ہو جانا ضروری ہے اور مجلس معتمدین نے دس ہزار روپیہ اس کام کے لئے منظور بھی کر لیا ہے۔ قریباً دو ہزار روپیہ کا خرچ ہر ماہ میں اجرت مزدوری کا اور متفرق بھی ہے یہ دوسری تحریک ہے جسکی طرف توجہ دلانا میرے ذمہ ہے۔ مگر ابھی ایک اور تحریک بھی باقی ہے۔

ایڈورڈ میموریل فنڈ:۔ ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قایم کی جاویں۔ ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے ہمارے بیدار مغز لفٹنٹ گورنر سر لوئیس ڈین نے اعلےٰ حکام گورنمنٹ و معززز رؤسائے و جاگیرداراں اور والیاں ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلاء کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو لاہور میں ہوا یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قایم کرے اور اس غرض کے لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھ روپیہ چندہ کے جمع کرنیکا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جانیکو اللہ تعالےٰ کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکرگذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ چنانچہ اسی شکرگذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تھا۔ پانچسو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا۔ اب اس موقع پر حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو۔ چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہے) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ "مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں۔ وہ سب کے حسب استطاعت اس چندہ میں شامل ہوں۔ جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے۔ اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے مگر ساتھ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیان میں جمع ہو۔ اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشاء یہ ہے کہ ان نیک کاموں کو۔ جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا اور رفاہ عام کے نیک کام۔ انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قایم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اس یادگار کو قایم کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا اس مثال کو مدنظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونے کے مقام قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے۔ شہنشاہ کی یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قایم کیا جاوے۔ اور اس غرض کے لئے جیسا کہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد نواح کی بھی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں۔ ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر قایم کیا جاوے۔ اور اسطرح بیماروں اور خصوصاً ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں۔ جیسا کہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں۔ عملی طور پر ہمدردی دکھائی جاوے۔ لہٰذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ سب اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبروں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پراونشل فنڈ میں بھیجی جاوے گی اس وقت تک کوئی تعین نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ اس کا معتدبہ حصہ جمع نہ ہو جاوے۔ نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں۔ وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شایع کیجاوے۔

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے۔ اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاویگا۔"

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطاً بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے۔ تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور پر

پر پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کیطرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پروونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گانوں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد طلباء پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخبار میں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وقعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفاخانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام وجوہات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفاخانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداء اسکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفاخانہ کا باہر بننا اب حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے

مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پروونشل فنڈ میں معقول رقم بھیجنے کے شفاخانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قائم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگرخانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر چکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تا کہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور نئی تحریک صرف ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفاخانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفاخانہ میں رہ کر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوانِ خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت دنصیب اعداء اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے ہے۔ حضرت اقدس کو ہتوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس خبر کو سننے کے لئے تیار نہیں

اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح حفظہ اللہ تعالیٰ کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپ کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اوٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست ۱۹۱۶ء کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے

اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے امام اور خطیب مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتداً آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اُٹھے اور قریباً پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصہ میں اپنے الفاظ میں دوسرے دن تک

پہونچاتا ہوں +

فرمایا - میں بیمار ہوں - اور طبّی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے - مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں - تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں -

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے - اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے - اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا - اور وہ یہ ہے - کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالٰے سے مدد طلب کی جاوے - ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں - مگر اللہ تعالٰے تو عالم الغیب ہے - اسلئے اول خوب استخارہ کرو - اور خدا سے مدد چاہو - اور پھر اس کو یاد رکھو کہ

کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا - میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا - کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے - میںنے خود ایک نکاح کرنا چاہا تھا - اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا - اور مجھے بعض نے اجازت دی - مگر میں ترساں تھا - آخر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا -

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا - اور آپ نے مجھے بتا دیا - کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا - بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا - کہ جو شخص ایسی جراٗت کرتا ہے - وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاک ریش مونچھ مونڈ ڈالتا ہے - پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو -

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے - عورتوں کو ولی مت بناؤ - یہ مردوں کا کام ہے - قرآن مجید میں الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ آیا ہے - اسلئے کبھی ایسی جراٗت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے - خدا سے ڈرو - اور توبہ کرو -

میں پھر کہتا ہوں - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا - اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھی ہیں بیان کیا کہ :-

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں + یہ خطبہ آپ نے نہایت رقت اور جوش اور درد دل سے پڑھا -

میں نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیر خواہ ہو گا - اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالٰے ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا - مگر اسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جسکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو - اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہو سکتی ہے مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھ یا غم میں رہتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیر خواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں - اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا -

---

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے - اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کے فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسویں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھدینے کی توفیق عطا فرمائی تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت قیامت کا ثبوت - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پر زور اور پرشوکت الفاظ میں لکھے گئے ہیں اور اسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ وہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جا چکا ہے - یہ پارہ غالباً ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہو گا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے - اسے دیکھ کر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے سارے ہی تیسوں پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا - مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل پر امتیاز پر ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصیت سے دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے میں اللہ تعالیٰ کو فضل کی ہی ہو اسکو محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا - ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں - ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں خصوصاً جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں - تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا - بہر حال ابتک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہو گا جو کچھ ہو گا - میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نکرو - اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خاتم کے لئے اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو - یقیناً یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضایع نہ ہو گا

نبذل مال در راہش کسی مفلس نمی گردد - خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اے خدا! اے صادقوں کے رہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دست گیری کریگا -

ایڈیٹر -

امرت دھارا امراض نام کی دشمن ہے اور بیلوں کے واسطے امراض مال مویشی کیواسطے بھی اکسیر ہے مندرجہ ذیل چیدہ سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

کتا طوطا اور لڑکا

اب حال میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ صرف آواز سے ادھر ادھر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آنکھیں پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہو کے قریب قریب اصلی حالت پر آ گئیں یہ کتا ابھی چھوٹا بچہ ہی ہے ۔

میرے پاس ایک طوطا چھوٹی قسم کا ہے

جسکے داہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے سبب سے اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روز از سوجن رہتی تھی۔ امرت دھارا لگانے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔ اب اس کے پر وغیرہ جم رہے ہیں اور اچھی حالت میں آ رہا ہے امید ہے کہ چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آویں گے ۔

ایک سیانے لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ کے قریب بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آ گرا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا میں نے اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں ڈالدی اور سونگھانا شروع کیا۔ ۳۔۴ مرتبہ کرنے سے اور ملنے پر لگانے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس ہے اس کا نام سنگائی ہے اور محکمہ سروے میں میرے یہاں ملازم ہے میں نے حتے الوسع جانوروں پر آزمانے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخرش طبیعت میں آئی کہ امرت دھارا دینی چاہیے۔ شکر میں ملا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول اور روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری چھ شیشیاں عرصہ ۶ ماہ میں ختم ہوئی ہیں۔ اس کے واسطے ۱۲ شیشیوں کا آرڈر جواب دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے رفاہ عام مشتہر کریں گے ۔

الراقم

رادھا کشن سنگھ انسپکٹر گورنمنٹ سروے میکشن نمبر ۲ سروے آف انڈیا مکان نمبر ۵ رسول پورہ چھاؤنی سکندرآباد (دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول گر گئی

فوراً گر میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹہ کے بعد کل آنول گر پڑی ۔

راقم:۔ کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ بدی ۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

ہستے۔ حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہنچی میرے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ در اصل یہ آب حیات ہے ۔

راقم:۔ دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی امراض پر بھی برتا!

امرت کی دھارا کی شیشی میں نے صرف دو ہی منگائی ہیں اور دیگر چند اشخاص نے بھی پھر بہادر پور میں منگوائی ہیں۔ جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔ زخم۔ سوکھی درد۔ سوزاک۔ بخار۔ تملانا۔ درد مسوڑھے و دانت۔ گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا ہاں دیگر دوائی کے ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بدہضمی گلے پڑنا بطور مرہم استعمال کی گئی۔ سینے سے میں ڈالکر فی الفور آرام آتا رہا ۔

الراقم:۔ رہر چرن سنگھ خریدار نمبر ۳۱۳

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلے اسم بامسمے دوائی ہے جس جس مرض کے واسطے میں نے اُسے اپنے عزیز دوستوں پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاصکر مختلف قسم کی دردیں مثلاً درد سر۔ درد شکم۔ درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی اکسیر دوا ہے۔ عرصہ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پاؤں میں زین کا کوئی کانٹا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے بعد بہت پلپلا کرم ہو گیا۔ میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں کہہ رہا ہوں کہ ایک سیکنڈ میں کل پلو جو پڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی چار روز میں زخم بھر آیا۔ وہ ہفتہ میں یک دم زخم اچھا ہو گیا۔ ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم یا دوائیں ہر وقت نہیں ملتی ہوں۔ مونس و مددگار ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس بیدک دوا سے ضرور فائدہ اٹھاویں گے ۔

الراقم:۔ راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تبرا۔

ظاہراً مردہ تھا

جناب منیجر صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھارا بحال آئی تھی میرے نوکر کا لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا غرضیکہ وہ بالکل جاں بحق تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا تھا منہ اور ناک میں میں نے مالش کیا جو کس قدر جاں بحق تھی صرف اس نے ذرا لب ہلایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا خاکسار نے بیرنگی ہورقہ کے ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس سے زیادہ منہ پھیلانے لگا۔ ایک بوند ماں کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا غرض کو تاہ ایک گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی چوتھی خوراک کے بعد اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور مالش کر کے روئی بھی دریر باندھی تھی چار روز ہوتے بہت اچھا ہے۔ ۲ آدمی کو بحالت بخار جو بغیر جاڑے کے آتا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۵ بوند دیا ہے چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی سے دیا فوراً پسینہ آ گیا اور بخار جاتا رہا۔ واقعی امرت کی دھارا انمول جوہر ہے سو بوند تو فوراً جاتا ہے۔ دس پندرہ کے لگایا گیا فوراً فایدہ ہوا ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فایدہ ہوا دو عورتوں کو بلا کے تیل کیساتھ ۱۲ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہونے آئی اب چلتے ہے اور منگوا کر ہمیشہ قول رکھنے کے ہے ۔

الراقم:۔ عبدالکریم کنسٹبل ریلوے پور موڈھا پارا

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

[illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوولس ڈرٹرلیس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوولس ڈرٹرلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد و عورت کو ہمیشہ کے لئے صحت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱ر اور ۲ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو چار آنہ والی شیشی سے چوگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس ۲۰ بمبی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوجب ہوتا ہے۔ اگر چہ سست یا پژمردہ سا اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ بڑا قد آور ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کیمسٹس لندن

دیل کے ہر ایک نمبر کی شیشی کی قیمت ہے ہر ایک گھر میں کم از کم

اسکی ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

	قیمت فی شیشی
(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافع مرض ہیضہ	۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۴ - دافع مرض پیچش	۴ر
(۳) اکسیر نمبر ۷ - دافع درد پیٹ	۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب	۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافع کھانسی	۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کیلئے ٹھنڈا سرمہ	۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافع بخار	۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۶ - دافع درد داڑھ	۴ر

خرچ محصول ڈاک وغیرہ ایک شیشی سے آٹھ شیشی تک صرف ۴ر ہے۔ اور ایک سے ۱۰ شیشی تک ۶ر خرچ ہو گا
ہر حالت میں خرچ ڈاک بذمہ خریدار ہو گا

اکسیر ہیضہ کے سوا باقی ہر ایک اکسیر کی شیشی میں دوا پانچ چھ مریضوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اکسیر ہیضہ بھی دو تین مریضوں کے لئے عموماً کافی ہوتی ہے۔ کیا ان سے بڑھکر اور کوئی ادویہ ارزاں ہو سکتی ہیں۔

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس لئے اوشدھالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں۔

ملنے کا پتہ :- کوی راج کاشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور۔

ہندو اور مسلمان

ہندو [illegible] مسلمانوں کے درمیان جو خلیج نفاق اور شقاق کی ان [illegible] نوں چوڑی ہو رہی ہے۔ وہ سخت افسوسناک اور ان لوگوں کی توجہ کے قابل ہے۔ جو اپنی اپنی قوم میں لیڈر اور اہل اثر سمجھے جاتے ہیں۔ الحکم میں اس مضمون پر پہلے بھی ایک دو مرتبہ بحث کی گئی ہے ان قوموں کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں اپیل کیا گیا تھا۔ کہ وہ عداوت کے اس سلسلہ کو جو وسیع ہو رہا ہے۔ کاٹ دینے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر ان نزاعوں کو مٹانے کی فکر کریں جو ایک دوسری قوم کو کھا جانے کا موجب بن رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ دونوں قوموں میں رقابت اور رشک ہر دو کی بہتری اور ترقی کے آثار کو پیدا کرتا ہے مگر موجودہ صورت ایسی ہے کہ مقابلہ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خیال کو ترک کر رہی ہے بلکہ ایک قوم دوسرے کی ہستی کو مٹا دینا چاہتی ہے جو کسی صورت میں مستحسن نہیں سمجھا جا سکتا۔ معزز ہمعصر افغان کے ایڈیٹر نے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ اس سوال کے حل کی طرف ذی فہم لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر افغان کی کوشش اس بارہ میں مبارک اور نتیجہ خیز ہو۔ اُن کی چٹھی پر انشاء اللہ العزیز الگ بحث کی جائے گی۔ یہاں مجھے صرف ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں وسعت حوصلہ سے کام لینے والے ہیں۔ اور جنکے سینوں میں تعصب اور خود غرضی کام نہیں کر رہی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو قوم جو

اہنسا پرمو دھرما

پر عمل کرنے کی مدعی ہے۔ جب مسلمانوں کی مخالفت پر آتی ہے تو وہ ان کی ہستی کو مٹا دینے کے لئے کسی قسم کی کوشش اور دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی۔ وہ چڑیوں اور چیلوں تک کی حفاظت کرنا تو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کو صفات رحم کے خلاف یقین کرتی ہے۔ کہ کسی پرندے یا چرندے کو دکھ دیا جاوے۔ مگر جب وہ انسانی نسل کے اس عظیم حصہ (مسلمانان) پر نظر توجہ کرتی ہے۔ تو چاہتی ہے کہ انکا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور ایسا ہی مسلمانوں میں ایک طرف تو شفقت علیٰ خلق اللہ پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

مگر جب ہندوؤں سے مقابلہ آ پڑتا ہے۔ تو انہیں کچلنے کے لئے ہر قسم کی تجویز اور منصوبے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ میرے اس بیان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کل ہندو اور کل مسلمان اسی قسم کے ہیں۔ نہیں بہت سے سلیم الفطرت اور شریف الطبیعت لوگ ایسے بھی دونوں قوموں میں ہیں۔ جو ان حالات کو پڑھکر اور سن کر سخت حیران ہو رہے ہیں۔ اور وہ اس سوال کے حل کرنے میں دن رات غلطان پیچاں رہتے ہیں۔ مگر کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ جسقدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا جاوے۔ بہر حال یہ وقت ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اس سوال پر غور کریں۔ اور اس عداوت کے زنجیر کو توڑ ڈالیں۔ جو دونوں فرقوں کو لے ڈوبے گا۔ ہم احمدیوں کی جو پوزیشن اس سوال کے متعلق ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں مفصل کھولکر بیان کر دی جاوے گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی محفوظ صورت ہے۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان اسے عملی رنگ میں اپنا دستور العمل بنا لیں تو ساری نزاعیں دور ہو سکتی ہیں۔ مگر ایک مشکل یہ ہے کہ احمدی قوم اپنا ایک مسلّم لیڈر رکھتی ہے جسکو وہ اپنا امام اور مطاع یقین کرتے ہیں۔ اس کی رائے کے مقابل میں تمام قوم کی رائے خواہ وہ کسی ایک امر پر بھی متفق کیوں نہ ہو کوئی سبقت اور وقعت نہیں رکھتی۔ اور قوم اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی کی رائے کو واجب العمل سمجھتی ہے دوسرے مسلمانوں یا ہندوؤں میں خواہ وہ آریہ فرقہ کے ہوں۔ یا سناتن کے یا کسی اور کے کوئی ایسا مسلم لیڈر نہیں جسکی بات پر ساری قوم لبیک کہنے کو آمادہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر عداوت کو صُلح سے تبدیل کرنیکی کوئی صورت بھی ہو تو اس میں مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ یہ سوال نہایت مشکل اور قابل غور ہے۔ لیکن تو بھی ضرورت ہے کہ اسکو سلجھایا جاوے۔ اس لئے میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (و باللہ التوفیق)

اور اگلی اشاعت میں جیسا کہ اوپر وعدہ کیا ہے۔ میں احمدیوں کی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اس کے متعلق جہانتک ممکن ہوگا میں انشاء اللہ احمدی قوم کے امام مغفور اور موجودہ امام کی تحریروں اور تقریروں سے ہی استشہاد کرونگا۔ اس سلسلہ میں ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار کے لئے حق رکھتا ہے۔ اور جسقدر تحریریں بھی مخالف یا موافق ہمارے پاس آئینگی انشاء اللہ العزیز انہیں الحکم میں چھاپ دینے کی کوشش کی جائیگی۔ تا کہ کوئی نیک نتیجہ اس سے پیدا ہو ہماری نیت نیک ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں

الصلح خیر

تہذیب نسواں

لاہور سے فرقہ اناث کی تربیت اور اصلاح کے نکتہ خیال سے تہذیب نسواں نام اخبار تیرہ سال سے جاری ہے۔ میں اس اخبار کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ مگر بعض اوقات اس میں ایسے مضمون نکل جاتے ہیں جو مذہبی نکتہ خیالی سے سخت قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ خصوصاً تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے احکام قرآنی کی تخفیف لازم آجاتی ہے۔ جو سخت ناگوار امر ہے۔ مستورات میں اس قسم کے خیالات کو پیدا کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سید ممتاز علی صاحب جو اس اخبار کے مینیجر ہیں اسطرف توجہ فرمائیں گے۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی عقل ماری گئی

راجپوت گزٹ اس عنوان سے لکھتا ہے کہ آجکل آریہ سماج کے لیڈروں کیطرف سے کچھ ایسی باتوں کا اظہار ہورہا ہے کہ ہندووں کو نقصان دینے والی ہیں۔ اور جن کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ہندووں کو راہِ طریقت سے بھٹکا دیا جاوے۔ یہ رائے ہمعصر مذکور نے سماجیوں کی نئی تحریک کے متعلق دی ہے۔ جو عیسایئوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی شروع ہوئی ہے۔ مہاتما منشی رام اس کے حق میں ہیں اور پنڈت تلسی رام مسلمانوں اور عیسایئوں کے مقابلہ میں بھنگیوں کو ہندوں کے زیادہ قریب بتاتے ہیں۔ دیکھیں دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے۔ راجپوت گزٹ کہتا ہے کہ دونوں آریہ سماجی مہاشوں اور لیڈروں کی رائے ہندوں کے لئے کسی حالت میں بھی اور کسی طرح پر بھی مفید نہیں ٹھیر سکتی۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہندو جاتی کو مزید نقصان پہونچانے سے پرہیز کریں۔"

عرب ہی ہند کا اوستاد ہے

آریہ مہاشے کہا کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت ہی تمام علوم کا چشمہ اور مخزن تھا۔ کیونکہ تمام علوم وید سے نکلے ہیں۔ اور وہ یہاں تھے۔ ان کے اس دعویٰ کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اب انہیں ضرورتًا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ ہندوستان سے بعض لوگ عرب میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ارجن مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ جوتش شاستر کے اتہاس میں پرسدہ پنڈت نیل کنٹھ کا نام آتا ہے۔ جو اکبر کے سمے عرب میں جوتش ودیا کو پڑھنے کے لئے گیا تھا۔"

یہ اقبالی ڈگری شائد بعضوں کے لئے تسلی کا موجب ہو اور آئندہ ایسی لاف زنیاں نہ ہوں۔ جو آئے دن آرین اخبارات میں کی جاتی ہیں۔

آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی
گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی

(نمبر ۳)

گذشتہ نمبر میں مینے دکھایا ہے۔ کہ بٹالوی نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں اس جماعت کو منتشر کردونگا مگر اس کے برخلاف ظہور میں یہ آیا۔ کہ بٹالوی خود ہی لوگوں کی نظروں سے گرگیا ہے۔ اور وہ اشاعۃ السنہ جس کے ذریعہ وہ سلسلہ حقہ کو گرانے کی لاف مارتا تھا۔ ایسا گرا کہ اٹھ نہیں سکتا۔ یہانتک کہ ادعائی ایڈوکیٹ نے رسالہ کے متعلق جو نوحہ جلد ۲۲ میں کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک اور قابل رحم ہے۔

ایک نشان پورا ہوا | مولوی محمد حسین بٹالوی کے ذریعہ ایک نہیں بہت سے نشانات حضرت مسیح موعود و مغفور کے پورے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دعوت میں جو عربی تفسیر نویسی۔ مباہلہ۔ وغیرہ کے متعلق اگر کی گئی وہ ہیدست ثابت ہوا۔ ۱۸۹۸ء میں اُس نے اٹھارویں جلد کے، نمبر ۱۸۹۵ء کی بابت شایع کئے۔ اور ان میں دل کھولکر اس نے حضرت مسیح موعود مغفور کو گالیاں دیں۔ وہ اوراق پریشان حضرت کو بھی بھیجے۔ مانیں حضرت مسیح موعود نے ایک فقرہ لکھکر واپس کردیا۔

رب ان کان هذا الرجل صادقًا فی قوله فاکرمه
وان کان کاذبًا فخذه آمین

یہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ جسپر بارہ سال گذرے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ بٹالوی انکار کرے لاکھہ مرتبہ کرے مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ اسکی کچھ کیا ہے؟

روحانی اور جسمانی اولاد سے جو دکھہ اسے پہونچا ہے اسکا شاہد حال اسکا اخبار رسالہ ہے۔ اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ شاید وہ اس مضمون میں کی جاوے۔ جو اس کے لڑکوں کے قادیان سے جانیکے متعلق مجھ کو لکھنا پڑے گا

آپ نے ایک تفسیر کے لکھنے کا عزم اور اعلان کیا۔ جس کے اشتہار نے ہی بٹالوی فضیلت کا [illegible]ن کردیا تھا۔ جبکہ بٹالوی فاضل نے استیشا[illegible] لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں استعمال کیا تھا[illegible] بہرحال اشتہار علمی فضیلت کا خواہ پردہ در ہی سہی۔ مگر اتنی توفیق نہ ملی کہ **ایک سورۃ ہی کی تفسیر شایع کردیتا۔** ایسی ناکامیوں اور نامرادیوں کا نتیجہ لاغر ہوکر بھی سلسلہ حقہ پر اعتراض کرنا۔ اور اس کے محترم بانی کو نامراد کہنا مولوی محمد حسین جیسے آدمی ہی کا کام ہے۔ میں مشرح طور پر انشاءاللہ بٹالوی ناکامی کا مرقع کھینچ سکتا ہوں۔ مگر وہ ایسی ظاہر ہے کہ اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

اب میں اس امر پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ کہ بٹالوی نے **انکار مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے۔ یا نہیں؟** مینے جہانتک بٹالوی تالیفات کو جو اشاعۃ السنہ کی شکل میں ہیں پڑھا ہے [illegible]ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

بٹالوی مہدی کا منکر ہے!

لیکن جب اسپر علماء نے فتویٰ کفر دیا۔ تو اس نے تاویلات رکیکہ سے اپنا ڈیفنس پیش کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں آمد مہدی کا منکر نہیں ہوں۔ اور اب تک یہی کہتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اشاعۃ السنہ کے پچھلے پرچے کسی کے پاس کیوں ہونے لگے اور اگر ہوں بھی تو کون انہیں پڑھکر اسکا کذب ثابت کرے گا۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہیئے

شاید پلنگ خفتہ باشد۔

پس آج میں بٹالوی کا انکار مہدی بڑی وضاحت سے اس کی تحریروں سے پیش کرتا ہوں۔ اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے علمائے اہلحدیث میں سے جسکو چاہے منصف مقرر کرے۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے۔ کہ آیا اس کی ان تحریروں سے جنکا میں حوالہ دیتا ہوں۔ انکار مہدی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ مگر میں بحمداللہ یہ جراَت سے کہنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ **بٹالوی اس فیصلہ سے گریز کریگا**

اور اگر نہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے (جو سلسلہ عالیہ کا مخالف ہے) فیصلہ کرالیں۔

بہرحال اب ان تحریروں کو جو انکار مہدی پر مشتمل ہیں۔ اور بٹالوی نے شایع کی ہیں۔ درج کیا جاتا ہے۔

اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۲ پر بعنوان "سو دن کا بہتان" لکھا ہے۔ اس میں بٹالوی صاحب فرماتے ہیں۔

"اس باب میں ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آئندہ ایشو (اشاعت) میں مشتہر کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت کریں گے کہ اوّلاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں ہے۔ اور کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ اور جن احادیث میں اس کی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں"!

سردست میں اسپر بحث نہیں کرونگا۔ کہ آجتک اس عہد کا ایفا نہیں ہوا۔ اور بٹالوی کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اس مضمون پر موعودہ بحث کر سکتا۔ بلکہ مجھے یہ دکھانا ہے کہ یہ تحریر بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ شیخ بٹالوی مہدی کی آمد کا منکر ہے۔ کیونکہ جو مضمون اس نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی تھا کہ

مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں

اور یہ بھی بٹالوی صاحب نے صراحتہً بلا تاویل اقرار کرلیا ہے کہ کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ جو شخص علی الاعلان کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسے مہدی کا قایل قرار دینا عجیب بات ہے۔ اگر اسکے بعد بھی شیخ بٹالوی یہ کہے کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ اور اپنے مخالفوں کو بیحیا بے شرم۔ انصاف کے دشمن قرار دے تو اس کی بیحیائی میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

صرف یہی ایک فقرہ بٹالوی کے عقیدہ مہدویت کے طلسم کو توڑنے کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ یاد رہے کہ اس مسئلہ میں اُسے اس کے گھر تک پہونچا دیا جائیگا (بعونہ تعالیٰ) اور اسے کوئی مفر نہ ہوگا۔ اس فتویٰ کفر کو (جو انکار مہدی پر علماء اسلام نے بٹالوی کے خلاف دیا تھا) جو خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ اسکی حقیقت بھی اعیان اہلحدیث کو معلوم ہو جائیگی۔ کہ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور فتویٰ دینے والوں نے ہرگز غلطی نہیں کھائی۔ جیسا کہ مولوی عبد اللہ ٹونکی نے اسی وقت ظاہر کر دیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بٹالوی بزرگ اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ بٹالوی نے اس سلسلۂ مضامین کو روکنے کے لیے بڑی کوشش کی۔ اور اپنے رسالہ میں اس مضمون کے چھپ نہ جانیکا عذر بھی کیا۔ لیکن چونکہ یہ امر حق گوئی کے خلاف تھا۔ اسلئے مجبوراً اسکی غلط بیانیوں کا راز افشا کرنا پڑا*

توہین اسلام کا نیا طریق

پیسہ اخبار ہمعصر مسلمان

کلکتہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ کلکتہ میں برسات کے موسم میں ہونے والی گھوڑدوڑوں میں ایک نئے گھوڑے کا "محمد" رکھا گیا ہے۔ یہ طریق کچھ شک نہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبہ کو صدمہ پہونچانیوالا ہے۔ اور وہ گوارا نہیں کر سکتے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک گھوڑے کو دیا جاوے۔ کیونکہ اس سے آپکے پاک نام کی توہین متصور ہے۔ اور مسلمان یہ گوارا نہیں کریں گے فرانس میں ایکمرتبہ اسی قسم کا ایک تھیٹر بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ جسپر روئے زمین کے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اور بالآخر انہیں اس ناٹک کو بند کرنا پڑا۔ پس اس گھوڑے کے مالک کو اول تو آپ ہی مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کا خیال کرکے یہ نام بدل دینا چاہیئے اور اگر اس میں یہ حس نہیں تو مقامی حکام کو اس قسم کی اشتعال انگیز کارروائیوں پر نوٹس لیکر اُسے روک دینا ضروری ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ پیارا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان اس کے قدموں کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کے بعد جس نام کو وہ حرز جان یقین کرتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ یہی نام ہے۔ اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت کرنیکو طیار نہوں گے کہ ایک قمار بازی کے گھوڑے کا نام یہ رکھا جاوے۔

الطریقۃ کلہ ادب

کلام الٰہی کا ادب ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ ہمعصر "نظام المشایخ" (جو حلقہ نظام المشایخ کا آرگن ہے) میں آہ! یہ خط کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید کے متعلق ایک تین صفحہ کا مضمون لکھا ہے۔ ادبی لحاظ سے مضمون کو جیسا بھی پسند کیا جاوے۔ امر دیگر ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ اس لئے میں خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ان کے ہی محاورہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "الطریقۃ کلہ ادب" ان مقامات میں سے جہاں خواجہ صاحب نے لغزش کھائی ہے ایک یہ ہے:-

جناب! کون کہتا ہے کہ آپ رحیم نہیں۔ کریم نہیں۔ دلنوازی نہیں کرتے۔ چارہ سازی نہیں فرماتے۔ آپ کی ذات سے اس سے بڑھ بڑھ کر امیدیں ہیں* لیکن ان دہمکیوں سے کیا حاصل! ہم پہلے ہی ڈرتے ہیں۔ اور حضرت کی بے نیازی۔ اور کبریائی سے خوف کھاتے ہیں*

میں مان لیتا ہوں کہ یہ جوش محبت کی باتیں ہیں۔ اور شائد خواجہ حسن یہی عذر کریں۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ طریق خطاب ادب سے دور ہے۔ اس میں گویا قرآن مجید کی ان آیات کو جو ترہیب کی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے قہری تجلیات کے اظہار کا ذکر ہے۔ بے سود اور معاذ اللہ لغو قرار دیا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے اُمید ہے آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کیا جائے گا۔ اور ادب کی شان کو نظرانداز نہیں ہونے دیا جائیگا

سالانہ بجٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰۔ اگست ۱۹۱۰ء کو ختم ہو جائے گا۔ اور ۱۹۱۱ء کے لئے بجٹ عنقریب احمدی انجمنوں کے پاس بغرض منظوری و اظہار رائے بھیجا جائیگا۔ سلسلہ کے اخبارات کا فرض قوم کو ضروری معاملات اور قومی ضروریات میں راہنمائی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی رائے کے اظہار میں غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن اسکی اصلاح قوم ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

بجٹ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور مالی معاملات کے لئے اور قومی زندگی کے احساس کے لئے وہ ایک پیمانہ ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن ضرورتوں کو کس حد تک مقدم کیا گیا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ کا صرف جس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ میں انجمن احمدیہ کو اس بجٹ پر غور کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ کو منظور کریں۔ محض اتنے ہی خیال سے اس پر "منظور ہے" کی سرخی نہیں لکھدینی چاہیئے کہ یہ بجٹ صدر اعلیٰ کے لوگوں نے طیار کیا ہے۔ اور ہمیں انپر اعتماد ہے بجٹ پر رائے زنی کرنے سے اگر محض اس بنا پر احتراز کیا جاوے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ صدر اعلیٰ کے بزرگوں کی اس غرض کو وہ فوت کرتے ہیں۔ جو بجٹ کو وہ دوسری انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجنے سے رکھتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قوم میں قومی ضرورت کا احساس اور مذاق پیدا ہو۔ اور قومی معاملات میں صحیح مشورہ دل سکے۔ اس سے قومی حرست کو تقویت اور استحکام ہوتا ہے۔

پس بجٹ میں اول جس چیز کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے وہ سال گذشتہ کی آمد اور خرچ ہے۔ آیا آمد سے خرچ بڑھ تو نہیں گیا۔ اور اگر بڑھ گیا ہے۔ تو کیوں؟ آمدنی میں کمی ہوئی تو کیوں؟ جہاں کہیں ایسی صورت ہو۔ کہ آمدنی خرچ سے کم رہی ہو۔ وہاں کمی بیشی کے اسباب پر غور کرو اور خرچ کو اس کے بعد سے اس پیمانہ پر لاؤ۔ جو آمدنی سے بڑھ نہ سکے۔ یا آمدنی کے بڑھانے کی سبیل پیدا کرو۔

دوسری بات جو اس کے ذیل میں آتی ہے یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال جو بجٹ آمد اور خرچ کا تجویز کیا گیا تھا۔ آئندہ سال کے لئے مد وار۔ ان دونوں حالتوں میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اگر آئندہ سال کی آمدنی تخمینہ کرنے میں قوم کی امداد پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کیا گیا ہے۔ تو کیا قوم صدر اعلیٰ کے بزرگوں کے اس تخمینہ کو پورا کرنے کے لئے طیار ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے جو اخراجات بڑھائے گئے ہیں۔ یعنی جس مد میں بھی ہوں۔ ان کے اضافہ کے کیا وجوہات ہیں۔

ان امور کی پڑتال سے تو آمدنی کی کمی بیشی کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملیگا۔ پر سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ

اشاعت اسلام

کے کام پر کس قدر خرچ کی تجویز کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے لئے کئی صورتیں ہیں۔

(۱) ماہواری رسالہ انگریزی و اردو۔ (۲) ٹریکٹ (۳) واعظین۔

ماہواری رسالہ میں۔ مفت اشاعت کا جو سلسلہ ہے اس کی وسعت پر غور کرنا ضروری ہے۔ بجٹ مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے ساتھ سالانہ رپورٹ نہ ہو۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر سنہ ۱۹۱۰ء کی نہیں تو سنہ ۱۹۰۹ء کی رپورٹ اس وقت تک طیار ہو جائیگی۔ اور وہ بجٹ کے ساتھ شاید بھیجی جا سکے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سکرٹری صاحب غالباً بجٹ کیساتھ ایک تمہیدی رپورٹ ضرور اضافہ کریں گے۔ جس سے بجٹ صرف اعداد کا ایک تختہ نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک قابل غور اور دلچسپ مضمون ہو۔ ایسا ہی واعظین کے متعلق دیکھنا ضروری ہے۔ کہ واعظین کے تقرر کے متعلق کیا کیا گیا ہے۔ اس وقت تک واعظین پر کیا خرچ کیا گیا ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے کسقدر اس مد میں خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ واعظین کی ضرورت ایک خاص ضرورت ہے۔

اور اشاعت اسلام کے ساتھ ہی حفاظت اسلام کا سوال بھی زیر نظر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح پر ٹریکٹ سیریز کی مد پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اور بالآخر لنگر خانہ کے متعلق خاص توجہ درکار ہے۔ غرض بجٹ پر انجمنوں کو خوب غور کرنا چاہیئے۔ اور بعد غور اپنی رائیں صدر انجمن کے پاس بھیجدینی ضروری ہیں۔ صدر انجمن ان رائوں کی توزین کر کے مناسب تبدیلیاں بجٹ میں کریگی۔ اور پھر وہ قابل عملدرآمد ہوگا بجٹ کے نکلنے پر انشاء اللہ کچھ اور بھی لکھا جائیگا۔

تبلیغ

ذیل میں سید میر عابد علیشاہ صاحب ملہم

بدوملہی کی ایک تحریر درج کیجاتی ہے۔ جو اونہوں نے سالانہ جلسہ پر بطور تبلیغ لکھی تھی۔ اور جس کے متعلق انہوں نے ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ اللہ کیطرف سے اس تبلیغ کے پہونچانے میں مامور ہیں۔ ایڈیٹر۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین ٭ الرحمٰن الرحیم۔ مٰلک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ آمین۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

عاجز اپنی عرضداشت کو اچھے پیرایہ میں دلچسپ بناکر پیش کرنے سے معذور ہے۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔
ہرچہ استاد ازل گفت بگو مے گویم۔

عاجز اپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر۔ نہ صرف اطلاع بلکہ حکم پاکر اپنے فرض منصبی یعنے تعمیل ارشاد الٰہی کے کسی کم سے کم حصہ کی ادائیگی کے لئے اپنے پیار عنایت فرمایاں کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہے

اور ان احکام میں سے ایک بلفظہٖ یہ ہے :۔

قل انی ارسلت من اللہ ذی المعارج وابلغکم رسٰلت ربّی وانی اعبدُ من المسلمین وانی لکم من خیر الناصحین"

کہ میں واقعی اس احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ وراء الورا بلند درجات والے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں اپنے رب کے پیغام آپ کے پاس پہونچاتا ہوں۔ اور اُس کے فرمانبرداروں میں سے بہت بڑھ چڑھ کر عبادت کرنیوالا۔ یعنی اپنی عبدیت کا (جیسے کہ ہیچ درہیچ ہیچ درہیچ ہے) اقرار کرنیوالا ہوں۔ اور واقعی میں آپ کے لئے بہتر خیر خواہوں میں سے ہوں۔

یہ عاجز براہ راست اپنے پیارے مولا کریم سے انّی انا اللہ کا فرمان سن کر گواہی دیتا اور پیش کرتا ہے۔ کہ اس زمین و آسمان چاند سورج اور ذرّے ذرّے غرض ساری کائنات کا مالک وہی ایک ہی اللہ ہے۔ جو اپنی ہستی کے ثبوت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے اور انسانوں کو اپنی ذات کے عرفان اور اپنی رضاء کا انعام عطا فرمانیکے لئے انبیاء کو درمیانی واسطہ بناتا رہا ہے۔ اور اب اُس نے اس انعام کے عطا فرمانیکے لئے کل دنیا کے لئے۔ اور ہمیشہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لاتعدا لاحصیٰ دائماً ابداً غیر مجذوذاً) کو ممتاز کر رکھا ہے۔ جسکی نسبت فرمایا۔ قل لا الٰہ الّا اللہ محمّد الرسول اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من لدنّا علماً پھر فرمایا غلام محمّد غلام محمّد۔ ازاں جملہ یکے بود غلام محمّد" یعنی یہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام

اس وقت سارے جہان کے لوگوں سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا۔ "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً"

حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا۔

اٰتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من لدُنّا علماً۔

پھر فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ پھر فرمایا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ یعنے یہ خلیفۃ المسیح لوگوں کو خدا تعالےٰ کے بعد . . . کے ظلمات سے نکالکر اس کے قرب کے نور کیطرف لیجاتا ہے

پھر اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید کی نسبت فرمایا

ہست قرآں آفتابے ازالہ۔ کافتابے میکندہم ذرّہ را

پھر فرمایا۔ کہ من از یار آدم تا خلق را ایں راہ نمایم۔

وہ راہ یہ ہے :۔

کہ اب اس ساری دنیا کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واسطے کے بغیر خدا تعالےٰ کے ملنے کے لئے اور کوئی طریق ہے ہی نہیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اس دار فانی سے اور انبیاء کی طرح رخصت ہو چکا ہے۔ پر اس پیارے مولا کریم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے ذریعہ سے جو یہ انعام عطا فرمانیکی راہ کھول رکھی ہے کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے اتباع کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کے رضا کا انعام حاصل کریں۔ وہ اسطرح سے ہے کہ ہم سب لوگ اپنی ساری کی ساری فانی خواہشیں فانی ارادے فانی اسباب فانی جان ومال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جانشین موجودہ امام کی غلامی میں رضا الٰہی کے ماتحتی پر قربان کرکے امام کی رضاء کو اپنی رضا اور امام کے ارادے کو اپنا ارادہ یقین کر نیکے ذریعہ سے رضا الٰہی کو اپنی رضا یقین کریں۔ اور یہ لوگ تین قسم کے ہیں :۔

(۱) اول جنکا اپنا ارادہ ہے ہی نہیں۔ اور وہ رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و مولا امام کے ارادے کو ہی اپنا ارادہ یقین کرتے ہیں۔

(۲) دوم وہ جو اپنا ارادہ تو رکھتے ہیں پر اپنے ارادے کو رد کرکے خدا تعالےٰ کے ارادوں کو اور اس کی ماتحتی میں ظل سبحانی اپنے وقت کے امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) تیسرے وہ جو اپنے ارادوں کو چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ اور اپنی ہوا و ہوس میں گرفتار ہیں۔ پر یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے فانی ارادوں کو چھوڑ کر رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ یقین کریں پر ایسا کرنیسے قاصر ہیں۔ تو پھر وہ اپنے ہوا و ہوس کے فانی ارادوں کو لیکر ہی پیش ہو جاویں۔ کہ ہم اپنی شامت اعمال کے جہنم سے خود نکل نہیں سکتے۔ لٰلّہ حضور خود ہی دعا فرماویں۔ اور اپنے رحمت الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے قبولیت مجسم سفارشی دعا کرکے ہمیں ہماری خواہشوں کے دوزخ سے نجات دلوا کر۔ کایا پلٹوا کر اپنی رضا کے ماتحت (جو دراصل رضا الٰہی مجسم ہے) قبول فرماویں۔ اور یہ الفاظ "للّٰہ حضور خود ھی دعا فرماویں"۔ الہامی ہیں۔

اس تیسری قسم کے ادنےٰ سے ادنےٰ ادنےٰ سے ادنےٰ ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ درجہ۔ جس سے نیچے کوئی درجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ادنےٰ حالت میں اس عاجز غفلت شعار نجاست مجسم۔ ہیچ درہیچ ذرّہ بمقدار کو بھی شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔

اب دیکھنا اس بات کو ہے کہ ایک طرف وہ پیارا مولا کریم اپنے پاک حکمنامہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ لا تکلف نفساً الّا وسعھا۔ تو کیا مطلق انسان کے وجود میں اس خالق حقیقی نے پیدائشی طور پر جانثاری کا مادہ عطا بھی کر رکھا ہے۔ یا نہیں۔

کل دنیا کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی حالت میں جب ایک چیز کو پسند کرتے ہیں۔ تو دوسری کو اس کے حصول میں قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے ہر ایک چیز کے خریدنے میں اسکا مول بھر

ص۱ یہ اس پیارے مولا کریم کا محض فضل ورنہ عاجز نجاست مجسم غفلت شعار تو اکثر اوقات صبح کے وقت نماز پڑھنے سے بھی قاصر ہے۔ اسی واسطے عاجز نے عباد کا معنے عبدیت کا اقرار لیا ہے۔

قربان کیا جاتا ہے۔ رعایا کے لوگ حکام کی خوشی حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کرتے ہیں۔ سپاہی لوگ تھوڑے سے مال کے حصول کے لئے اپنی پیاری جانیں واقعی طور پر قربان کرکے چھاتیوں پر گولیاں کھاتے اور مرتے ہیں۔

عین معرکہ جنگ میں جان دینے کی پرواہ نہ کرنا بعض وقت ایک فوری جوش بھی رکھتا ہے۔ جاپان اور روس کی گزشتہ لڑائیوں میں جاپانیوں کو ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کی ایسی ضرورت درپیش آئی جس سے بچ کر ان لوگوں کا زندہ بچکر واپس آنا بالکل ناممکن تھا۔ تو ایسے موقع پر فوج کے کمان افسر نے اپنی ماتحت فوج کو حکماً نہ بھیجا۔ بلکہ اپنے ملک میں اعلان کردیا کہ چند ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یقیناً مر ہی جائیں گے اور وہ اپنی قوم پر جان قربان کریں۔ ہر ایسے جان قربان کرنیوالے اپنی طیب خاطری دلی خوشی یعنے پورے انشراح صدر سے خود درخواست کریں تو معاً بہت تھوڑے ہی وقت میں جسقدر جلد ممکن تھا ایک کثیر درخواستیں آگئیں۔ جن میں سے بقدر ضرورت لیگئیں یہ تو ہے کسی چیز کے حصول کی سعی پر جان قربان کرنا۔ اس کے خلاف بعض اوقات بعض انسان اپنی کسی آرزو اور خواہش کے نہ پورا ہونیکی حالت میں اپنی موہومہ اور مفروضہ آرزو کی جدائی کی برداشت نہ کرکے اس پر ہی (خودکشی کرکے) جان قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے بعض طالبعلم پاس نہ ہونیکی حالت میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عاجز کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ یہ خودکشی اچھی راہ ہے۔ بلکہ عاجز کا منشاء تو عام طور پر انسانوں میں فطرۃً جانثاری کی شہادت کا لینا ہے۔ اس عاجز نے ثابت کردیا ہے کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان میں عام طور پر قربانی اور جان نثاری کا مادہ فطرۃً مذکور کر رکھا ہے۔

اور لوگ اپنی اپنی خواہشوں پر عملی رنگ میں جان نثاری کرکے قربانی کی گواہی اور ثبوت دے رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ نے جملہ انبیاء کو اسوہ حسنہ یعنی ایک نمونہ فرمایا ہے۔ جنکی پیروی کا خاص حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے مولاکریم کی فرمانبرداری ایک خاص نمونہ ہے۔ اپنے مانگے ہوئے بیٹے کو بلحاظ بشریت کے اپنی آرزو مجسم کو ذبح کرنا مومن بیٹے کا بسروچشم مان کر عین طیب خاطری سے ذبح ہونیکے لئے سر تسلیم رکھ دینا یہ عملی قربانی کا نمونہ محض ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تو ایسی جسمانی ناکارہ قربانیوں سے۔ خواہ بکرا ہو یا گوشت خدا تعالےٰ کے ہاں ہرگز نہیں پہنچتا۔ بدرجہا ممتاز ہیں اس عاجز کی نظر میں تو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فعل قربانی کوئی بڑا کام نہیں کیا اس سے عاجز کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ عاجز حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قربانی کو بجائے عزت کے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عاجز اپنی ایمان کی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس بالاتر مقام پر دیکھتا ہے۔ کہ اگر حضرت ابراہیم علیٰ انبیاء وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ یا اس سے بھی بے شمار ایسے ایک ایک کرکے مانگے ہوئے بیٹے ہوتے اور جناب باری سے انہیں ذبح کرنیکا حکم ہوتا تو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام جسقدر جلد ممکن ہوسکتا ذبح فرماتے اور رتی بھی پرواہ نہ کرتے جیسے ایک ٹوٹا ہوا بال جسم سے پھینک دیا جاتا ہے ہاں اس بیٹے کی قربانی میں جو بڑا کام آپنے کیا ہے جو اسکا لب لباب اور جوہر۔ اور ہم لوگوں کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ فرمانبرداری کا نمونہ ہے وہ یہ ہے :-

کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی راہ اختیار کی اور اپنے ارادے کو اس میں دخل نہیں دیا۔ اور اس احکم الحاکمین خدا تعالےٰ کے ارادے کو عین اپنا ہی ارادہ یقین کرکے یہ سوال بھی نہیں کیا کہ اس قربانی کی کونسی ضرورت ہے۔ اور کیوں ایسا ارشاد ہے۔ نہ عرض کیا ہے نہ دل میں ایسے وسوسہ کو جگہ دی ہے۔ یہ ہے :- فنا فی الرضاء محبوب یا فانی فی اللہ ہونا

اب یہ دیکھنا ہے کہ اس پیارے مولاکریم نے اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید میں جو ہمیں دستورالعمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں اس نمونہ کی تعمیل کی نسبت خصوصیت سے کیا ارشاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قل بل ملت ابرٰھیم حنیفاً بقرہ ع۱۶۔ واتبع ملت ابراھیم حنیفاً۔ پھر عام حکم دیا فاتبعوا ملت ابراھیم حنیفا۔ عمران ع۱۰۔ پھر فرمایا۔ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ عمران ع۷۔ یعنی روحانی تقرب کے لحاظ سے لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے قریبی وہی ہیں جو اسکی پیروی کرنیوالے ہیں۔ پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلےٰ بقرہ ع۱۵۔

اور پھر یہ کہ اس عاجز نے خود اپنی ناقص کوشش سے اس نمونہ کو نہیں لیا۔ بلکہ اس پیارے مولاکریم نے اس پاک نمونہ کو قرآن مجید سے اخذ کرنیکے لئے الہامات ذیل ارشاد فرمائے "قل بل ملت ابراھیم حنیفا" تو کہہ مذہب (یعنے طرز زندگی) تو وہی مذہب ہے جو ابراہیم حنیف کا مذہب۔ جو سب کچھ چھوڑ کر خدا کے ہو لئے۔ یعنے اسکے سوا مذہب ہی نہیں۔ یعنی باطل ہے۔

پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابرٰھیم مصلےٰ

یعنے فرمانبرداری میں جس مقام ہدایت پر ابراہیم علیٰ انبیاء وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمال سے کمال ادب سے تسلیم رضا کی نماز پڑھی تم لوگ بھی اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ترک کرکے رضا الٰہی کے ماننے کے مقام پر نماز پڑھو یعنے رضا الٰہی کے ماننے کی نماز پڑھو۔ تاکہ تم ان کی پیروی سے ان کی دعاؤں کے وارث بنو۔ پھر فرمایا ان الذین اٰمنوا وعملوا واتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا لہم جنّٰت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشہداء ع۔۱۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہر ایک آرام اور تکلیف کی حالت میں عملی رنگ میں اس ایمان پر قائم رہے۔

اور انہوں نے ملت ابراہیم یعنی ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ فرمانبرداری میں اپنے ارادے اور خواہشوں سے الگ ہو کر پیروی کی۔ اُن کے لئے اس دنیا و آخرت میں باغ ہیں۔ جن میں خدا کی رحمت کی نہریں جاری ہیں۔ وہ یہاں بھی خدا داد اطمینان قلب یعنی دلی ول میں سکھ اور چین کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے اور آخرت میں بھی رضا الٰہی کے جنت میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش۔ یہ رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ اُن کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ جنپر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات عطا فرمارکھے ہیں۔ پھر یہ دنیوی ساز و سامان جن میں انسان دل بستگی پیدا کر کے اپنے پیارے مربی الرحمٰن الرحیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس پیارے مولا کریم نے اس کی ناپائداری کی نسبت جو کچھ بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔ وہی عرض کیا جاتا ہے۔ ”اے سوچنے والو سوچو۔ جاگنے والو جاگو ذرا غور تو کرو۔ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ فانی مکان ہے۔“

آپ جانتے ہیں۔ اس پیارے مولا کریم احکم الحاکمین کی ذات پاک ہر قسم کے احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ یہ فانی مال تو اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اسے اس کو واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ اس کی ذات ورالورا ہے وہ تو داتا ہے۔ (معاذ اللہ) مانگت نہیں۔ اس نے تو یہ راہ اپنے بندوں پر انعام عطا فرمانے کے لئے کھولی رکھی ہے اب اس معاملہ میں جو اس پیارے مولا کریم نے اپنے بے انتہا پیار سے اس عاجز نجاست مجسم کو ارشاد فرمایا ہے عاجز اُسے اپنے پیارے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حرف بحرف پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

حق ز بندہ بہانی طلبد۔ ہر بخشش بہانہ می طلبد۔

پھر فرمایا ”خدا تعالیٰ انسانی خدمات اور کسی کا کیا بلحاظ مالی خدمت ہونیکے۔ اور کیا بلحاظ بدنی خدمات کے ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اور کیونکر محتاج ہو سکتا ہے۔ وہ جو مالک ارض و سمٰوٰت ہے۔ جس نے اتنی بڑی کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور اب بھی اسے ایک آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اور ایک آن کے بھی کم سے کم حصہ میں ایسے اور اس سے اعلیٰ درجہ کے بے شمار عالم پیدا کر سکتا ہے اور پھر یہ کام اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ تو محض اپنے احسان اور فضل سے اپنے جس بندے پر انعام اور اکرام کی نوازش فرمانی ہو اسکے لئے اپنی بے انتہا عنایات سے بخشش انعامات کی ایک راہ کھول دیتا ہے جو یہ ہے:۔

کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے مولا کریم کے فضل کا دروازہ کھولتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو انعامات الٰہی کے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے احکم الحاکمین ذوالجلال خدا کی عنایات کے تاج سے سرفراز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ راہ یہی ہے کہ اپنے سارے کے سارے فانی مال فانی جان۔ فانی ارادے فانی خواہشوں کو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے اور نقش قدم پر اد سبحانہٗ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی کی رضا کے ماتحت اسکے بھیجے ہوئے موجودہ امام امیر المومنین خلیفۃ المسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی رحمۃ للعالمین کے غلاموں میں سے موجودہ غلام اور جانشین کے سپرد کر دو۔ اور بس اللہ ہی کے ہو جاؤ۔ کھاؤ تو اسی کے لئے کھاؤ۔ پہنو تو اسی کے لئے پہنو۔ سوو تو اسی کے لئے سوو۔ جاگو تو اسی کے لئے جاگو۔ تاکہ وہ قدوس خدا ہمیں اس فانی ہستی سے نجات دیکر اپنے جلال کے اظہار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایک ناچیز سے ناچیز آلہ بنالے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پھر فرمایا۔ قل ھی مواقیت للناس۔ کہو تو یہ وقت ہی ہیں واسطے لوگوں کے کہ وقت ہوا کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ یعنی ہم لوگوں کو حصول انعامات کے موقعہ دیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لہٰذا عاجز عرض پرداز ہے کہ اس انعام کے حصول کے لئے یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور نیز یہ کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہے یعنی اس امام کی غلامی کے ذریعہ سے حصول انعام کا وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ جسکی نسبت وہ پیارا مولا کریم فرماتا ہے سنستدرجہم الی الجنۃ۔ یعنی عنقریب ہم اسے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

”خیرو قدم پاک گیر و پاک گیر“ اس سے جسمانی پاؤں پکڑنے کی مراد نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے ماتحت نہ ہاتھوں سے بلکہ جان سے فرمانبرداری کے پاؤں پکڑنے مراد ہے۔ سو بھائیو آؤ۔ مل جل کر خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق پا کر اس کے فرستادہ موجودہ رسول اور امام کی حتی الوسع کم و بیش فرمانبرداری کے پاؤں دل و جان کے ہاتھوں سے پکڑ کر عرض کریں کہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضور محض اپنے منصب امامت کی حیثیت سے محض اپنی رحمت الٰہی مجسم ہونے کے لحاظ سے ہم عاجزوں کو ہمارے ہی نفس سرکش فرعون سے اور ہمارے ہی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کے سیلاب سے نجات دلوا کر لفضلہ رضاء الٰہی کی مقدس زمین میں آباد کرا دیں۔

اور نیز اللہ تعالیٰ نے حضور کو لوگوں کو اندھیروں سے نور کیطرف لے جانے والا فرمایا ہے۔ سو حضور محض اپنے ظل الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے ہمیں ہمارے ہی نفسانی اندھیروں سے نکالکر رضا الٰہی کے نور کی جنت میں داخل کرا دیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد عاجز دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ پیارا مولا کریم ہمیں اپنے بھیجے ہوئے امام کی ماتحتی میں جسطرح کہ وہ خوش ہے توفیق عطا فرما کر ہماری حرکات و سکنات اپنی منشاء کے ماتحت رکھکر اپنی رضا کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ لاتعد لا احصیٰ دائماً ابداً غیر محدود دا

اس التماس خاتمہ کے بعد عاجز بڑے ادب سے ایک عرض کرتا ہے جو خاص اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔ کہ عاجز نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک گاڑی آئی۔ جو اپنے پلیٹ فارم سے چند قدم پرے ہٹی رہی۔ چلانے والے نے واپس کر کے پھر آگے بڑھائی تو عاجز نے پیچھے سے اسے ہاتھ سے بھی دھکیلا پر پھر بھی کچھ ہٹی ہی رہی۔ اس نے واپس پیچھے ہٹائی تو یک بیک دیکھا کہ